

تتم

مصنفه:

زوی راجپوت

<https://ezreaderschoice.com/>





کیا ستم ہے کہ اب تری صورت
غور کرنے پہ یاد آتی ہے۔۔
(جون ایلیا)

کیوں لکھتے ہو تم یہ دکھی شاعری۔۔
کھنکتی آواز اس کے پہلو سے ابھری۔ سگریٹ کو دبائے ہونٹ مسکرائے تھے۔۔
تم کیا جانو یہ شاعروں کی باتیں یہ محبت کے مارے لوگ الفاظوں سے دکھ بانٹتے ہیں۔۔
وہ لکڑی کی کرسی کی پشت سے سرٹکائے ہر بار کا جواب پھر دے گیا۔۔
ہنہ دکھ بھی کوئی بانٹتا ہے بھلا؟؟

آج بھی اس سوال کا جواب میرے پاس نہیں ہے پاس۔۔
آنکھیں کھولی اور وہ تنہا تھا ہاتھ میں قلم زمین پر پڑے جلتے بجھتے سگریٹ کا دھواں اور سامنے رکھے کورے کاغذ۔۔
تمہیں یاد ہے پاس تم کہتی تھی شاعر مردہ دل ہوتے ہیں۔۔

ستمبر مرونی سراجہوت

میں تمہاری بات پر ہنس پڑتا تھا کاش کے سمجھ جاتا کہ تم کیوں کہتی تھی۔۔۔
آنکھ سے موتی بے مول ہوا آج اسے پچھڑے دس سال ہو گئے تھے پر وہ ابھی تک وہی تھا اس پل میں اٹکا۔۔۔

شازم۔۔۔

مصطفیٰ۔۔۔

مصطفیٰ کو دیکھ شازم کرسی سے اٹھا اور قلم کو کاغذ پر رکھ اک خاموش نظر اسے دیکھ پلٹ گیا
کیسے ہو؟؟

مصطفیٰ نے پوچھا

شاعروں سے ان کا حال نہیں پوچھتے پگلے۔۔۔

وہ اس کے بغلیگر ہوتے ہوئے بولا۔۔۔

ہم صحیح کہا میں یہ بتانے آیا تھا کہ مجھے اس گاؤں جانا ہے جہاں تمہارا پرانا گھر تھا وہاں کچھ زمینیں ہیں ہماری اور ان کا
کچھ مسئلہ ہے کچھ دن لگ جائے گے مجھے کیا تم پرانے گھر میں رہنے کی اجازت دے سکتے ہو؟؟؟

مصطفیٰ جانتا تھا تمہید فضول ہے اس لیے وہ سیدھا مدعے کی بات کر گیا۔۔۔

مصطفیٰ کی بات سن کچھ پرانی یادیں شازم کے ذہن کے پردے پر روشن ہوئی۔۔۔

ہا ہا شازم اگر تم شاعر نہ بنو نا تو یقیناً تم مزاح نگار ہوتے۔۔۔

وہ جھولے پر بیٹھی سنہری گنگھریالے بالوں کو کھولا چھوڑے ہوا کے سنگ اڑتی تتلی سی لگتی تھی۔۔۔

"کچھ خبر ہے تمہیں اس پھول پر کیا گزری
جس کو تم پھینک گئے زلف سے جدا کر کے"
شازم۔۔

وہ جو ماضی کے خیالوں میں گم تھا مصطفیٰ کی آواز سے ہوش میں آیا۔۔
میں کچھ پوچھا ہے کیا اجازت دے دو گے۔۔۔
ہا۔ ہاں پر میں ساتھ جاؤ گا کافی عرصہ ہو گیا اس گھر میں قیام کیے۔۔
وہ کھوئے ہوئے لہجے میں بولا۔۔۔

ہم ٹھیک ہے میں کل آؤ گا ساتھ چلیں گے میرے دن بھی گزر جائیں گے۔۔
مصطفیٰ کو بھی یہ بات مناسب لگی تبھی فوراً مان گیا۔۔۔

مصطفیٰ کے جانے کے بعد ایک دفعہ پھر وہ واپس اپنے ہجرے آیا میں جہاں صرف ایک پلنگ ایک کرسی میز جو عین
کھڑکی کے سامنے تھا اور ایک چھوٹی سی الماری تھی۔۔۔

شازم ایک نظر کمرے میں دیکھ اپنے قدم الماری کی طرف بڑھائے۔۔۔

ایک پٹ کھول کر ایک لفافے کو ہاتھ میں پکڑے وہ کرسی تک آیا لفافہ میز پر رکھتے اس کے چہرے پر شادابی تھی مانو
جیسے اس کے ہاتھ میں خزانے کا نقشہ ہو۔۔۔۔

وہ نظریں لفافے پر جمائے ایک سگریٹ سلگا گیا۔۔۔

سفر

وہ سانس لینے کو روکا نظریں ہنوز لفافے پر تھی۔۔۔۔

سنوگی نانا؟؟؟

محبت ہماری ٹوٹی پھوٹی

محبت ہماری روٹھی روٹھی

آگ میں دھکتے کوئلے جیسی

محبت ہماری زخمی بھی ہے

بن پانی کے پیاسے جیسی

محبت ہماری پیاری بھی ہے۔

صبح کو نل کی کو کو جیسی۔

سوچا تھا کہ کبھی ختم نہ ہوگی

سفرِ نرونی راجپوت

یہ پارس اور شازم کی تصویر تھی جس میں وہ دونوں سب سے بے خبر قہقہے لگانے میں مصروف تھے شازم کا رخ پارس کی جانب تھا جبکہ پارس آسمان کی طرف منہ کیا قہقہہ لگا رہی تھی۔۔۔
کسی قیمتی خزانے جیسے اس نے اس تصویر کو سینے سے لگایا اور خط پڑھنا شروع کیا۔۔۔
"اسلام و علیکم!"

امید ہے جب یہ خط تم پڑھو گے تب میں تمہارے پاس نہیں ہوں گی۔۔۔
میں جانتی ہوں تم میرے جذبات سے آشنا نہیں ہو۔۔۔
پر کیا کرو یہ میرے اختیار میں نہیں۔

میں نے ہر ممکن کوشش کی تم سے دور جانے کی پر میں ناکام رہی۔۔۔
لیکن شاید ہمارا ساتھ خدا کو منظور نہیں تھا اس لیے مجھے اسی بیماری میں مبتلا کر دیا کہ میں چاہ کر بھی تمہارے ساتھ نہ رہ سکوں۔۔۔

جانتی ہوں جب یہ خط تم پڑھو گے تو تمہارا دل چاہے گا کہ میرا قتل کر دو پر ہاں یہ سچ ہے میری شادی نہیں ہو رہی بلکہ مجھے اس گاؤں سے بے دخل کیا جا رہا ہے تاکہ یہ بیماری دوسری لڑکیوں کو نہ ہو جائے۔۔۔
تمہیں اس لیے نہیں بتایا گیا کہ تم سب سے میری خاطر لڑ پڑو گے۔۔۔

مصطفیٰ بھائی بہت اچھے ہیں وہ میرا جھوٹا نکاح کروا کر مجھے باہر کے ملک بھیج دے گے علاج کے لیے اور پتہ ہے وہاں یہ بیماری اتنی اہم نہیں جتنی ہمارے گاؤں میں بتائی گئی ہے۔۔۔

سفرِ مروئی مراجعت

آج تمہیں یہ خط میرے جانے کے بعد ملے گا نہیں جانتی جب واپس آؤ گی تمہیں سامنے پاؤ گی بھی کہ نہیں کیا پتہ کسی اور کے ہو گئے ہو پر میں تمہارا انتظار کروں گی اسی کچے مکان میں جہاں ہمارا بچپن گزرا۔۔۔

تمہاری فقط تمہاری یتیم پارس۔۔۔۔"

شازم بے یقین تھا یا حیران کہنا مشکل تھا۔۔۔

اس کاغذ کے نیچے ایک ریپوٹ بھی تھی جو ادھوری تھی یا شاید ادھوری دی گئی تھی جو صرف بیماری کے نام کو واضح کرتی تھی

"فبروئیڈ" (رحم کی عضلاتی رسولی)۔۔۔۔

اسے اچھی طرح یاد تھا پارس کا اکثر تکلیف سے کراہنا جسے وہ معدے کے خرابی کہہ کر ٹال دیتا۔۔۔

آج وہ خاموش تھا اس نے سچ جانے کے لیے دس سال لگا دیے۔۔۔

اور وہ باولی اس کے انتظار میں تھی۔۔۔۔

وہ اپنی حالتِ زار پر خودی ہنس پڑا۔۔۔

"عشق پر زور نہیں ہے یہ وہ آتش غالب۔۔

کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بنے"

آگ دونوں طرف تھی ایک بچپن سے تھی تو دوسری ہجر کی سولی لٹکنے کے بعد لگی۔۔۔

شازم لفافے کے ہاتھ میں پکڑ کئی گھنٹے بیٹھا ہاسگریٹ ہاتھ جلا کر زمین بوس بھی ہوئی تو اسے خبر نہ ہوئی۔۔۔

سفرِ نرونی راجپوت

اس خط کی آخری سطر جیسے شازم کے مردہ دل کو زندہ کر گئی وہ جھٹکے سے اٹھا اور اپنے سامان کو سمیٹا۔۔

اگلے دن وہ اور مصطفیٰ اسی کچے مکان کے سامنے تھے جو اینٹوں اور غارے سے بنا تھا۔۔

"میں تمہارا انتظار کروں گی اسی کچے مکان میں جہاں ہمارا بچپن گزرا۔۔

تمہاری فقط تمہاری یتیم پاس۔۔۔"

اس گھر کو دیکھ شازم کا دل دھڑکا۔۔

کیا وہ یہاں ہو گئی؟؟؟

کیا دس سال کسی کے انتظار میں کوئی کاٹتا ہے؟؟

کیا وہ تھک کے قدم واپس لے چکی ہے؟؟؟

بہت سے سوال ذہن میں گردش کر رہے تھے پر جواب ندارد۔۔

مصطفیٰ اس کی حالت سمجھ رہا تھا اس لیے خود ہی اگے بھر کے دروازے کو کھولا سالوں سے بند پڑے مکان سے دھول

مٹی کے سوا کچھ نہ ملا شازم کو۔۔

ایک سرد سانس ہوا کے سپرد کی اور گھر میں داخل ہوا۔۔۔

بچپن یتیمی کا بچپن جس کی ساتھی تنہا اپنی لڑائی لڑتی رہی اور وہ محض شاعروں کی دکھی شاعری کا روگ پالے سب

گنوا گیا۔۔۔

مصطفیٰ وہ واحد بندہ تھا جو شازم اور پارس کے بارے میں سب جانتا تھا اسی نے ہی پارس کے علاج کے لیے اسے باہر کے ملک بھیجا تھا جہاں اس کی بہن رہتی تھی۔۔۔

شازم سر جھٹکتا مصطفیٰ کے ساتھ گھر کی صفائی کروانے لگ گیا اس نے ایک بار بھی مصطفیٰ سے نہیں پوچھا تھا کہ کیوں نہ بتایا اس کو پوچھتا بھی کیسے جواب جانتا تھا

دیری اس نے خود کی تھی جواب تو مصطفیٰ دس سال پہلے بھی دے سکتا تھا۔۔۔

وہ کاموں سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ گھر کے باہر ایک چمکتی کالے رنگ کی گاڑی روکی۔۔۔

شازم اور مصطفیٰ دونوں اس گاڑی کو دیکھنے باہر آئے کہ یہ کون ہیں جو ہمارے گھر آئے ہیں۔۔۔

اسی وقت گاڑی کا دروازہ کھولا اور امبرین مصطفیٰ کی بہن جو بیرون ملک رہتی تھی باہر آئی۔۔۔

شازم حیران تھا کہ یہ کیوں آئی وہ بھی اسی گھر اس وقت جب ہمیں آئے ایک دن بھی نہ گزرا تب ایک دفعہ پھر گاڑی

کا دروازہ کھولنے کی آواز آئی سنہری گنگھریالے بالوں کی وہ آبخاراب حجاب و نقاب میں چھپ گئی تھی ساحل سی گہری

آنکھیں جھکی تھی عباے میں چھپا پاؤں گاڑی سے باہر نکلا اور ادھر شازم کا دل اس کے پسلیوں کو توڑنے پر کر باہر

آنے کو تھا وہ ساکت تھا جامد تھا جیسے پتھر ہو ہوش تو مصطفیٰ کی آواز سے آیا

دیکھ بھائی میری شادی پر میں تجھے چھوڑے بھر بھر کے دیے تھے اب تیرے نکاح پر مجھے تجھ سے دعوت چاہیے

نکاح۔۔۔

سرگوشی کی صورت الفاظ ادا ہوئے۔۔۔

پارس۔۔۔

ہاں وہ سامنے تھی اس کے اس کے انتظار میں بیٹھی اس کی پارس۔۔۔

وہ خوش تھا یاد کھی کچھ سمجھ نہیں پارہا تھا وہ۔۔۔

آنکھوں سے لڑیوں کی صورت آنسوں بہہ رہے تھے ایک کی نظریں جھکی تھی تو دوسری طرف خود کو یقین دہانی کرائی جا رہی تھی۔۔۔

امبرین اگے بڑھ کر پارس کو لیے اندرائی اتنے میں مصطفیٰ بھی گاؤں کے امام مسجد اور چند لوگوں کو لے آیا شازم حیران و پریشاں تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے ابھی اسے یقین تو ہوا نہیں تھا کہ دس سال کا ہجر اختتام کو پہنچا ابھی تو دیدار یار کرنا تھا جو پردے کے پیچھے چھپ گیا تھا پر مصطفیٰ نے اسے کسی سوال کی اجازت نہ دیتے ہوئے اس کا نکاح پارس سے کروا دیا۔۔۔

محبوب جب آپ کے نام ہو جائے تو دنیا فتح کرنے جتنی خوشی ہوتی ہے۔۔۔

کچھ ایسی خوشی شازم اور پارس کو بھی ہوئی۔۔۔

نکاح کے بعد پارس شازم کو پیغام بھیجتی ہے ملاقات کا۔۔۔

وہ چھت پر بنے کمرے کی ٹوٹی کھڑکی میں کھڑی باہر شام ڈھلنے کا منظر دیکھ رہی تھی۔۔۔

پارس۔۔۔

دس سال بعد آج اسے اپنا نام خوبصورت لگا تھا۔۔۔

شاعر صاحب آپ نے بہت انتظار کروادیا۔۔۔

شکوہ تھا جو دس سال سے دل میں لیے بیٹھی تھی۔۔۔

مجھے معاف۔

انسہ نہ معافی مت مانگیں یہ تو طے تھا ہماری قسمت میں تھا بس شکوہ ہے تو صرف اتنا کہ بہت وقت گزر گیا۔۔۔

میں ازالہ کروں گا اب کبھی بھی رخِ منفی کی طرف نہیں جاؤ گا شاعری بھی چھوڑ دوں گا اب صرف میں اپنی دنیا میں

جیو گا جس میں صرف ہم اور خوشیاں ہوں گی۔۔۔

وہ پارس کا ہاتھ پکڑے ایک عزم سے بولا۔۔۔

جانتے ہیں میں نے پردہ شروع کر لیا جب میں بیمار تھی تو لوگوں نے میرے کردار کو نشانہ بنایا حالانکہ میں بالکل

شفاف تھی۔۔۔

پر نہیں یہ دنیا سنی سنائی کو سچ اور حق مانتی ہے یہ نہیں کہتی کہ یہ اللہ کی طرف سے تھی اور وہ ہی شفا دینے والا ہے۔۔۔

جب جب میں تمہیں خود کو الفاظوں کے روگ میں رولتے دیکھتی میرا دل جلتا پھر جب میں شفا یاب ہوئی تب پہلی

دعا تمہارے روگ کے خاتمے کی تھی ہاں میرے رب کے گھر دیر ہے پر اندھیر نہیں اور اس نے میری سنی میں

آج مکمل ہوئی۔۔۔

پارس کی آنکھیں نم تھی پر ہونٹ مسلسل مسکرا رہے تھے۔۔۔

ستمر نرونی راجہوت

میں وعدہ کرتا ہوں میں تمہادی ہر سرد و گرم سے حفاظت کرو گا۔۔۔

اور ہر اس شے سے توبہ کرتا ہوں جو مجھے اپنے اصل سے دور کرے۔۔۔

اللہ تمہاری توبہ قبول کرے۔

آمین ثم آمین۔۔۔

ختم شد۔۔۔

